نگاہِ اولین

فرقہ بندی سے نجات کا نسخہ

مدیر التحریر

عصر حاضر میں وطن عزیز سمیت سارا عالم اسلام روز بروز گوناگوں مسائل ومشاکل کے دلدل میں پھنستا جارہا ہے۔ ان قومی مصائب پر کڑھنے والا صحافی پریشانی سے دوچار ہوتا ہے کہ کس مسئلے کو اوّلیت دے اور کس کو ثانوی حیثیت! وطن عزیز کے داخلی خلفشار پر قلم اٹھائے یا بیرونی دشمنوں کی سازشوں پر تبصرہ کرے۔ سرد جنگ اور اس کے بالمقابل قوم کی سرد مہری پر سرد آہیں بھرے، یا گرم جنگ اور اس کی تباہ کاریوں پر بات کرے۔ ''تن ہمہ داغ داغ شد، پنبہ کجا کجا نہد''

ہر مسئلے میں مکمل رہنمائی کرنے والی کتابِ ہدایت سے ان مسائل کا حل ڈھونڈا تو اللہ رب العزت کا یہ جامع، محکم اور دوٹوک فرمان سامنے آیا: ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰي شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْھَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝﴾

[سورۃ آل عمران: ۱۰۳]

''اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ رکھو اور فرقہ بندی مت کرو، اور اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو یاد کرو، جبکہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، تو اسی نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی، جس کی بدولت تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے۔ اور پہلے تم آگ کے گڑھے کے کنارے تھے، پھر اسی نے تمہیں اس سے نجات عطا فرمائی۔ اللہ پاک اسی طرح تمہارے لیے اپنی آیات بیان فرمایا کرتا ہے، تاکہ تم ہدایت سے روشناس ہوں۔''

آج ''لا إله إلا اللّٰهُ محمدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ'' کے ورد سے دلوں کو معمور اور زبانوں کو تر رکھنے والے، نماز روزہ کے پابند مسلمانوں میں سے بھی بعض، زمانہ جاہلیت کے اہل یثرب سے بھی آگے بڑھتے ہوئے اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ دست وگریباں ہونے میں ''ثواب'' کی امید رکھتے ہیں۔

خاندان وقبائل، رنگ ونسل، تہذیب وثقافت، رسوم ورواج اور زبان ووطن کے تعصبات سب ہی امت مسلمہ کے روگ ہیں۔ لیکن "مذہبی فرقہ پرستی" کی "عصبیت" ایسی شدید لعنت ہے، جو ایک ہی ماں باپ کے بیٹوں میں بھی عداوت کی تخم ریزی کرتی ہے۔

"انسان" کے تمام جسمانی، نفسیاتی وروحانی امراض کے علاج کا واحد کامیاب ترین نسخہ وہی ہے، جسے "خالق انسانیت" نے اس کے لیے تجویز فرمایا ہے۔ اسی نسخہ الہی نے ہمیں یہودیوں کی سازشوں کے شکار قبائل اوس اور خزرج کو خانہ جنگیوں سے نجات عطا فرما کر دلوں کو نفرت کی جگہ "الفت" سے بھرنے اور بنی نوع انسان کو "برادری" کے پاکیزہ جذبات سے معمور کرنے کے انعام الہی سے سبق لینے کا حکم دیا ہے۔ یہ بات تو ہر کسی پر عیاں ہے کہ باہم متحارب قبائل کو آپس میں شیر وشکر کر دینے کا نسخہ الہی فقط "اللہ پاک اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان" ہے۔ یہ قرآن مجید اور احادیث نبویہ کا کمال ہے کہ ہر قسم کے تعصب کی بیخ کنی کر کے اللہ کے بندوں کو ایک دوسرے کے بھائی بنا دیے۔

امت اسلامیہ کے حالیہ تمام مسائل کا محور کسی نہ کسی قسم کی "عصبیت" ہے۔ حتیٰ کہ آج بعض مسلم ممالک دوسرے فرقے کے مسلمانوں سے لڑنے کے لیے کافروں اور مشرکوں سے امداد لینے سے بھی نہیں ہچکچاتے۔ عربی وعجمی، قومی ووطنی، لسانی ونسلی اور ذاتی وفرقہ وارانہ مفادات کے تصادم نے عصبیت کی شکل اختیار کر کے مسلمانانِ عالم کو ﴿**إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ**﴾[الحجرات ١٠] اور "**الْمُسلِمُ أَخُو الْمُسلِمِ**" [متفق عليه] کو تلاوت اور درس وتدریس تک محدود کر دیا ہے۔ زمینی حقائق میں ان کی برکتیں اور روشنیاں نظر نہیں آتیں۔

عالم اسلام کے غیور بہن بھائیو! ہم جی بھر کر فرقہ بندی کر چکے، اب کہاں تک برسرِ پیکار رہو گے؟! اسلام کے ازلی وابدی دشمنوں کو کب تلک "لڑاؤ اور حکومت کرو" کے فارمولے پر عمل کرنے کا موقع دیتے رہو گے؟ آیئے اب سنبھل جائیں! آیئے سب مل کر اللہ پاک کی سب سے بڑی نعمت ﴿**إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُونَ** ۝﴾ [الحجر ٩] کی قدر کرتے ہوئے قرآن مجید سے رہنمائی لیں۔ "**تركتُ فيكم أمرينِ لن تضِلُّوا ما تمسَّكتم بهما: كتابُ اللهِ وسنَّةُ رسولِه**" [موطأ، التمهيد] اور "**كتاب اللهِ وعِتْرَتِي**" [الترمذي، الحاكم] کے درمیان واضح تاریخی اور زمینی حقائق کی روشنی میں عملی تطبیق دیں۔

یہاں تک ہر وہ مسلمان میرا ہمنوا ہوگا' جو تفرقہ بازی کے لیے ریمنڈ ڈیوس جیسے کافروں سے ادھار نہ کھائے بیٹھا ہو۔ البتہ اگلا سوال یعنی دوسرا مرحلہ عملی کارگزاری میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے......

''اس جنس گرانمایہ کا حصول کیسے ممکن ہے......؟''

اس سوال کا منصفانہ جواب یہ ہے: تمام مسلمان' محمد رسول اللہ ﷺ کے مبارک ہاتھوں پر دین اسلام قبول کرنے والوں کے عقائد واعمال کو حرز جان بنالیں۔ اولین دور کے تمام اہل اسلام سے بلا امتیاز محبت وعقیدت رکھیں۔ اس معاملے میں کمی بیشی پر کوئی کسی پر اعتراض نہ کرے۔ البتہ دین اسلام کے اندر کسی عقیدے کے اضافے یا کسی نئی رسم کو ایجاد کرنے کا اختیار کسی کے لیے بھی تسلیم نہ کریں۔

دنیاوی امور میں مطلوبہ رواداری کی زندہ مثالیں معاشرے میں جابجا موجود ہیں۔ دیکھیے! پیپلز پارٹی کو ووٹ دینے والے، ق لیگ اور مسلم لیگ کے حامی گھل مل کر پیار ومحبت سے رہتے ہوئے معاشرے کی تشکیل اور ترقی میں اپنا اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ ایسا کیونکر ممکن ہوا؟! اس لیے کہ لوگوں نے اسے ایک ''سیاسی معاملہ'' مان لیا ہے، اس اختلاف کو کسی نے ''دین وعقیدے'' میں شامل نہیں کیا ہے۔

اسی طرح آج ہمیں وسعت ظرفی اور بالغ نظری سے کام لیتے ہوئے مثلاً حضرت علی رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سیاسی اختلاف کو ''دینی عقائد'' کی فہرست سے نکال دینا چاہیے۔ یہ کام اگرچہ قدیم روایات کی پاسداری میں بعض لوگوں پر گراں ہوگا، لیکن امت اسلامیہ کے وسیع تر مفادات اسی وسعت نظری پر منحصر ہیں۔

جب ہم ﴿**وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا**﴾ کے حکم الٰہی کے مطابق قرآن مجید سے دریافت کریں گے، تو ہمیں ''**كتابُ اللهِ**'' ہی سے ''**سُنَّةُ رَسولِهِ**'' اور ''**عِتْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي**'' میں واضح تطبیق مل جائے گی۔ ان دونوں احادیث شریفہ میں بعض فرقہ پرست لوگ جو تصادم محسوس کرتے ہیں' اسے حضرت علی حیدر کرار رضی اللہ عنہ اور دیگر اہل بیت اطہارؓ کی روشن سیرتوں اور تاریخی شہادتوں کے اُجالے میں دیکھا جائے تو بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ ان سب نے قرآن پاک کی واضح ترین تعلیمات کے مطابق حسب استطاعت قرآن مجید اور سنت نبویہ کی عملاً پابندی کی ہے، اور دنیا میں یہی دعوت پھیلائی ہے۔ ان پاکباز ہستیوں سمیت متقدمین علمائے اسلام اور فقہائے عظام کی زبانوں پر اس کے برعکس دعویٰ جاری ہونا تو دور کی بات؛ متأخر زمانوں کے فرقہ پرست فقہاء میں سے بھی کسی نے یہ دعویٰ کرنے کی جرأتِ رِندانہ

نہیں کی ہے کہ:

"لوگو! قرآن مجید کے ساتھ سنت پر عمل کرنا ضروری نہیں، بلکہ ہماری تقلید کرو؛ یہی نجات کا راستہ ہے۔"

بلکہ ہر وہ شخص جو "**لآ إلٰهَ إلا اللّٰهُ محمدٌ رَّسولُ اللّٰهِ**" کا قائل ہے، وہ دعویٰ تو لازماً قرآن مجید اور سنت نبویہ پر عمل کا کرتا ہے؛ البتہ نصوص قرآنی کے فہم اور احادیث نبویہ تک رسائی اور استدلال میں فرق کی وجہ سے فقہی مسائل میں اختلاف ہونا ایک فطری بات ہے۔ ان اختلافی مسائل میں کتاب الٰہی وسنت نبوی کے ظاہری الفاظ سے قریب تر قول کو اختیار کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔ اور جن مسائل میں نصوص شرعیہ موجود نہیں، وہ خالص اجتہادی مسائل ہیں۔ ان مسائل میں اختلاف یقیناً قابل برداشت ہے۔

بہر حال دعوائے اتباعِ کتاب وسنت کے مطابق "عمل" ہی امت اسلامیہ کے اتفاق واتحاد کی شرط اولین ہے۔ اور اسی دعویٰ کے مطابق عمل ہی عترت نبویہ کی اطاعت ہے۔ الغرض "سنت" اور "عترت" کا فرق صرف لفظی ہے، مقصد دونوں کا بالکل ایک ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے افضل ترین پیغمبر ﷺ کو تمام نازل شدہ فرامین الٰہیہ امت کو بلا کم وکاست پہنچانے کا حکم دیا ہے۔ کسی بھی مسلمان کو یہ تصور کرنا زیب نہیں دیتا کہ (معاذ اللہ) آپ ﷺ نے وحی الٰہی میں سے کبھی کچھ چھپانے کا خیال بھی ذہن میں لایا ہو...... پھر اس آیت کا مقصد کیا ہے؟ ﴿**يٰـاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْکَ مِنْ رَّبِّکَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِيْنَ ۝**﴾ [المائدة ٦٧] اس آیت کریمہ کے ذریعے اللہ رب العزت نے دین اسلام کے اندر "بدعت" کا راستہ بند کر دیا ہے۔ اب کوئی بھی مسلمان یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ (معاذ اللہ) فلاں ثواب والا کام اللہ کے رسول ﷺ نے بیان نہیں کیا تھا، اس "کمی" کو فلاں مجتہد، پیر یا فقیر نے پورا کیا ہے۔

لہٰذا امت اسلامیہ کے دین اور دنیا دونوں کے تمام مفادات کا مجموعہ کتاب الٰہی اور سنت نبوی پر عمل کرنے اور رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اجاگر ہونے والے تمام عقائد واعمال کو ترک کرنے میں مضمر ہے۔ کم از کم ایسے اعمال سے اجتناب تو امن ومروت کی فضا قائم کرنے کے لیے زیادہ ضروری ہے؛ جن کی